

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحابیہ

# مختار و کرام

مؤلف  
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ الحکمرانی

ترجمہ

مولانا محمد رفیع اثری

فاروقی کتب خانہ ملتان

بیروت و دمشق

فون: 41809



کتابخانه  
مکتبہ مصطفیٰ صاویہ  
در لکھنؤ  
کتابخانہ تعلیم القرآن علی  
بھی آبادی قربان لا حور کتب ۱۳  
۱-۱۰-۹۶

صحابہ میں

# مختار و غیر مختار کا مقام

تالیف  
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ الحسینی

ترجمہ

مولانا محمد رفیع اثری

---

ناشر: جمعیتہ طلباء دارالاحیاء محمدیہ جلالپور بہاول



جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ صحابہ میں حضرت معاویہ کا مقام  
تالیف \_\_\_\_\_ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ  
ترجمہ \_\_\_\_\_ مولانا محمد رفیق اثری  
کتابت \_\_\_\_\_ محمد زید کیدانی  
طباعت \_\_\_\_\_ نوبہار پریس ملتان  
ناشر \_\_\_\_\_ فاروقی کتب خانہ ملتان  
سن طباعت \_\_\_\_\_ ۱۹۹۱ء  
تعداد \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰  
بار \_\_\_\_\_ دوم  
قیمت \_\_\_\_\_ ۵۰/۷

فاروقی کتب خانہ بیرون بوٹہ گیٹ ملتان



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر طرح خارجی تاثرات اور جنب داری سے انگ رہ کر اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنا  
کوئی شخص اس امر سے مشکل ہی انکار کر سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد ساری امت مسلمہ خائفانہ  
بنو امیہ کی مرتون منت ہے کہ ان ہی کی وساطت سے اسلام اپنے علمی، عملی، مادی اور روحانی  
خزانوں سمیت بعد کے لوگوں تک پہنچا۔

لیکن نرم سے نرم الفاظ میں اس بات کو رستم ظریفی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ  
نادانستہ یا دانستہ بدنام بھی زیادہ یہی ہمارے محسن بیچارے بنی امیہ ہی کو کیا جاتا ہے۔  
انتہایہ کہ صحابیت کا شرف جو ایمان بالرسول کا جز ہے۔ پروپگنڈے کے زور سے پیچھے  
دھکیل دیا گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دونوں حلیل  
القدر صحابی ہیں اور ہر صحابی کو۔ گو اس کو بہت ہی محذور اصحبت نبوی کا شرف  
حاصل ہو سکا ہو۔ اہل سنت متفقہ طور پر جنتی مانتے ہیں پھر ان دونوں بزرگوں کو  
دوسرے صحابہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اعتماد حاصل تھا دونوں  
کی اسلام کیلئے بڑی بڑی خدمات ہیں۔ لہذا ان دونوں کے متعلق دل کے اندر ذرا سی  
میل کا آجانا بھی ایمانی نقطہ نظر سے بہت خطرناک حرم ہے۔  
شیعہ کے مشہور عقیدہ بغض صحابہ کا پہلا زینہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو  
بن عاصؓ پر تنقید ہوتی ہے۔ اسلئے علمائے اسلام حقیقت پسند جماعت نے اس رخنہ  
کو بند کر نیکی ہمیشہ پوری کوشش فرمائی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری کے مجدد اسلام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے زمانے میں فتنہ



رفض پورے زوروں پر تھا۔ شیعہ اس تکنیک کو پوری ہوشیاری سے کام میں لارہے تھے۔  
 اور خصوصاً حضرت معاویہ کے بارے میں مغالطے پھیلا رہے تھے۔ شیخ الاسلام نے اپنی  
 مشہور کتاب "مترجیح السنیہ" میں ایسے سب مغالطوں کی حقیقت واضح فرما  
 دی ہے۔ علاوہ انہیں ایک مستقل تفصیلی فتویٰ بھی اسی سلسلے میں ہے جو تحقیقات  
 جلیلہ پر مشتمل ہے۔ اس پر زور دلائل پر مشتمل فتویٰ کا ترجمہ ہے جو آئندہ صفحات  
 کی زینت ہے۔

محبتی مولانا محمد رفیق صاحب مدرس مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والہ  
 وفقہ اللہ وایا میں نے اس مبارک فتویٰ کی اردو میں اشاعت کر کے اسلام کی بڑی  
 خدمت انجام دی ہے۔ اب ضروری ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلا جائے۔  
 محض حضرات کو چاہیے کہ اسے رسائل خرید کر ضرورت مند حلقوں تک پہنچانے کی پوری سعی  
 فرمائیں۔

ترجمہ رواں اور شستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس  
 علمی روانی میں برکت عنایت فرمائے۔ اور علم و عمل سے مزید نوازے۔ اور ہم سب کو  
 جنت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت ارزانی فرمائے۔

احقر

محمد عطاء اللہ حنیف محبوب جانی

المکبۃ السلفیۃ لاہور

۶ مارچ ۱۹۶۹ء



## دُبَّيْرُ الرَّحْمَنِ الْكَافِرِ

- ۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنیوالا کیسا ہے ؟
- ۲۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث ثابت ہیں ؟ ۱۔ جب دو خلیفے قتال کریں تو ایک ملعون ہے ۲۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کے لشکر نے قتل کیا ؟

## اما این تہمید مندر بالا سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

صحیح ابیہ پر لعنت کرنیوالا سزا کا مستحق ہے الحمد للہ ! اللہ دین کا اتفاق ہے کہ ایسا انسان سزا کا مستحق ہے۔

جو کوئی کسی صحابی پر لعنت کرے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درجہ کا صحابی ہو یا ان سے افضل حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہم کے درجہ کا یا ان سے بھی شان و مرتبہ میں فائق ہو جیسا کہ طلحہ، زبیر، عثمان، علی، ابوبکر، عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ۔

البتہ ۱۳، میں اختلاف ہے کہ اسے قتل کی سزا دی جائے یا اس سے کم تر ذرعیہ کی۔  
اسکی تفصیل ہم ایک دوسرے مقام پر بیان کر آئے ہیں۔  
صحیحین میں ابوسید الخدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔



عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
قَالَ لَا تَسْتَوُوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي  
بِيَدِهِ لَوْ أَتَقَوْا أَحَدَكُمْ مِثْلَ أَحَدِي حَتَّى  
مَا يَلْغَ مَتَّ أَحَدٌ رُؤُوسَ الْغَيْفِ  
مشکوٰۃ ص ۵۵۲

رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو  
گالیاں نہ دو۔ مجھے خداوند قدوس کی قسم  
اگر تم اُحد پہاڑ کے قدر سونا خرچ کر دوو  
ذخلوں اور ثواب میں (میرے صحابہ  
و سائقین) کے ایک مد اور نصف کے

مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اُن کی تولد اندر کالیوں سے زیادہ قباحت رکھتی ہے۔

صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ  
لَعَنَ الْمُرْتَدَّ كَقَتْلِهِ -  
اُنہی نے فرمایا مومن پر لعنت کرنا (اُنہی میں)  
اس کے قتل کے مترادف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عام مومن پر لعنت کرنے کو اس کے قتل کے  
مترادف قرار دیا ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنین سے افضل و برتر  
ہیں۔

مَشَانِ صَحَابَهُ بِسَبْعِ شَيْخٍ ثَابِتٍ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا  
أَنَّهُ قَالَ خَيْرُ  
افضل وہ لوگ ہیں جن میں میں مبعوث  
ہوا پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔

الْقُرُونُ الْقُرُونُ الَّتِي لَعِنَتْ فِيهِمْ  
تَمَّ الْأَيُّ يَوْمَهُمُ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ  
اور پھر وہ جو ان کے بعد آ رہے۔

الحديث مشکوٰۃ ص ۵۵۳

جس شخص نے بھی ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔  
اُسے یہ بات کا اعتراف کیا۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔



عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَيُغْزَوُنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَيَقُولَ هَلْ فَيْلَمُ مِنْ  
رَأْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَيَقُولُونَ لَعَنَ فَيْفَتُمْ لَعْنَهُ قَالَ ثُمَّ  
لَيُغْزَوُنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَيَقُولَ هَلْ فَيْلَمُ مِنْ  
رَأْيِ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ لَعَنَ فَيْفَتُمْ لَعْنَهُ  
وَذَكَرَ الطَّبَقَةَ السَّابِقَةَ (بخاری)

آپ نے فرمایا ایک فوج لڑائی کرے گی۔  
لوگ کہیں گے تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی رویت سے شرف یا بیانی حاصل  
کر نیوالا انسان موجود ہے؟ جواب  
اثبات میں ہوگا اور فتح ہوگی۔ ایک  
دوسرا لشکر فوج کشی کرے گا۔ وہ  
کہیں گے تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے کسی صحابی کو دیکھنے والا ہے؟

جواب بیگانوں موجود ہے انہیں بھی فتح نصیب ہوگی۔ اسی طرح آپ نے  
تیسرے طبقہ کا ذکر فرمایا یہ اعزاز جس طرح آپ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے  
اسی طرح ایمان کی حالت میں آپ کی رویت سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

**طبقات صحابہ** ان صحابی کبھی تو بطور عموم مستعمل ہوتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والا اور کبھی

خاص خاص صحابہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جنہیں خصوصی اعزازات سے نوازا  
جاتا ہے۔ دوسرے صحابہ بابر و شرف صحابیت حاصل کر چکے اس میں تشریف نہیں ہے۔  
ابو سعید الخدریؓ کی مذکور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت خالد بن الولیدؓ کو فرمایا جبکہ ان کے ارشد الریحانؓ کے درمیان چکر گزار  
ہوئی محترم خالد میرے صحابہ کی تردید نہ کرو مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے  
قبضہ میں میرا جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ایک ارجمند سونا تریا کرے تو ان



کے ایک مد اور نصف مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا، عبدالرحمن بن عوف اور ان کے  
امثال سابقین آ رہے ہیں، جنہوں نے فتح حدیبیہ سے پہلے اللہ کی راہ میں قربانیاں  
دییں اور اموال خرچ کئے۔ اور خالد بن الولیدؓ اور ان جیسے دوسرے بزرگ جو  
حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے خرچ کیا اور لڑائیاں کیں۔ پہلے طبقہ سے کم تو ہیں  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَتْرُكُ مِنْكُمْ مِنْ أَتَىٰ مِنْ قَبْلِ  
الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ ذَرْبَةٍ  
مِّنَ الَّذِينَ الْفَقَرَاءُ مِنْكُمْ قَاتِلُوا  
وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسَيْنِ (الآية الحديد)

یعنی فتح سے پہلے خرچ کر نیوالے اور لڑائی  
کر نیوالے برابر نہیں۔ یہ درجہ میں ان لوگوں  
سے بڑھ کر ہیں جو بعد میں خرچ کرنے لگے  
اور لڑائیاں لڑیں اللہ کا وعدہ دونوں  
سے اچھائی کا ہے۔

اس فتح سے مراد فتح حدیبیہ ہے جبکہ شجرہ کے نیچے آپؐ نے صحابہ سے بیعت  
لی تھی۔ اس وقت بیعت کر نیوالے چودہ سو سے زائد تھے خیر کو انہیں بہادروں کے فتح کیا تھا۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّنْ بَآئِعِ  
تَحْتَ الشَّجَرَةِ (جامع ترمذی) (ابوداؤد)

درخت کے نیچے بیعت کر نیوالوں میں سے  
کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

سورہ فتح جس میں یہ آیت موجود ہے فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی بلکہ عمرہ

سے بھی پہلے۔

درخت کے نیچے ۴ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت  
لی تھی۔ اسی موقع پر مشرکین سے وہ صلح طے پائی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔



دوسرے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے عمرہ تصنا کیا اور اس سے اگلے سال یعنی رمضان ۸۷ھ میں مکہ فتح ہوا۔ بتورہ فتح میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْمَرْءَ الْكَافِرَ  
 أَمِينٌ مُخَلِّقِينَ رُوحَهُمْ وَمَقْصِرِينَ  
 لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ  
 دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا  
 دیکھئے سورہ فتح میں مکہ کے فتح ہونے کی خوشخبری یاد دی گئی ہے چنانچہ اس کے  
 نزول کے دوسرے سال ہی یہ وعدہ پورا ہو گیا۔

مقصود یہ ہے کہ فتوے پہلے آپ کی صحبت میں رہنے والے صحابہ کرام رضاکو  
ایک طرح کی برتری حاصل ہے جس سے وہ بعد والوں سے افضل قرار پاتے ہیں۔  
اسی لئے تو خالد کو آپ نے فرمایا تھا میرے صحابہ کو سب نہ کرو کیونکہ صالحین  
خالدؓ اور ان کے درجہ کے صحابہؓ سے پیش تر آپ کی تربیت میں آپ کے تھے۔



حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نسبی شان | حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایسی فضیلت نصبت ہوئی ہے جس سے وہ تمام صحابہ سے ممتاز ہو گئے ہیں۔

قَالَ كَانَ بَدْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْغَطَّابِ شَيْئًا فَاسْرَعْتُ  
إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُعْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَى نَاقِبَتِ  
إِلَيْهِ فَقَالَ لِعَفْرِ اللَّهِ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ  
نَدِمَ فَأَتَانِي مِنْزِلَ ابْنِي يَكْرِئُنِي أَنْ أَتَمَّ أَبُو بَكْرٍ  
قَالَ لَا فَاتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ  
وَجْهَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَشْفَى  
أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ  
كَتُّ أَخْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذِبٌ  
وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَقٌّ وَوَأَمَّا نِي بِمَالِهِ  
وَنَفْسِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوهُ  
صَاحِبِي الْحَلِيتِ

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱)

میرے ساتھی کے خطاب سے توازا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں یہی خطاب فرمایا ہے۔  
نیز بخاری مسلم میں ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَمْدَ خَيْرَةٍ أَلْفًا  
بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَأَخْتَارَ ذَلِكَ الْعَمْدَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ  
تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا و آخرت  
میں سے ایک کا اختیار دے دیا ہے



مَا عَزَدَ إِلَّا قَبِي ابْنُ بَكْرٍ فَقَالَ بَلْ لَفِيكَ  
بِالنِّسَاءِ وَأَمْوَائِ قَالَ فَعَمِلَ النَّاسُ يَجْعَلُونَ  
أَنْ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا  
نَصِيرَهُ أَطْرَبِينَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَكَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ  
الْمُخَيَّرُ وَكَانَ ابْنُ بَكْرٍ أَعْلَمَنَابِهِ (مشکوٰۃ)

اس بندہ نے اللہ کا قریب پسند کر لیا ہے حضرت  
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اور فرمایا ہماری جانیں اور  
تمام اثاثہ آپ پر قربان ہو، لوگ متعجب ہوئے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک بندے  
کا تذکرہ فرماتے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے  
لگا ہے۔ درحقیقت اس کا مصداق حضرت  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ درشت تاسی پر ثابت ہوتے۔

نیز آپ نے فرمایا۔

أَنَا أَمِنُ النَّاسَ عِلْسَانِي حُبِّهِ دَارُ  
بَيْدِ ابْنِ بَكْرٍ وَتَوَكَّلْتُ مَتَّخِذًا مِّنْ  
أَهْلِ الْأَرْضِ قَلِيلًا لَا تَخَذُ ابْنُ بَكْرٍ  
حَدِيدًا هَوَانِي وَهَارَ حَبِي سِدِّوَاكِي  
خَرَجَتْ فِي الْحَبْدِ الْآخِرَةِ ابْنِ بَكْرٍ  
(مشکوٰۃ ۱۵۵)

دوستی اور محراب جہاد میں سے سب سے زیادہ  
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پر ایمان ہیں۔ اہل زمین سے کسی  
کی محبت ہمارے رگ و ریشہ میں ہوتی تو وہ  
ابوبکر ہوتے۔ وہ تو بھائی اور صحابی ہیں۔  
مگر ایسی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے،  
تمام دروازے بند کر دو۔ ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ

کھلا رہے دو۔ علمائے عارفین کے ہاں یہی حدیث صحیح ہے۔

ان صحابہ کے مراتب شان بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اسم دو محبت میں غموم  
وخصوص کی نسبت جاری ہے۔ اس سے کبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان  
دیکھنے والے مراد ہوتے ہیں۔ اور کبھی وہ جہنموں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ کی  
خدمت میں گزارا۔



**عمرو بن العاصؓ** حضرت عمارؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ اور ان کے درجہ کے ایمان داروں پر سلف میں سے کسی نے بھی نفاق کا الزام نہیں لگایا۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے۔

ان عمرو بن العاصؓ لَمَّا بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيَّ أَنْ تَغْفِرَ لِي مَا قَدْ مَرَّ مِنْ ذَنْبِي فَقَالَ يَا عَمْرُو مَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ رَشَكُوتَهُ

عمرو بن العاصؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو کہا کہ بیعت اس شرط پر کرتا ہوں کہ سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں آپ نے فرمایا عمرو! اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

یہ معلوم ہے کہ مومن کا اسلام ہی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ نہ کہ منافق کا اسلام (یہ دلیل ہے کہ عمرو بن العاصؓ کا اسلام ایک مومن کا اسلام تھا) نیز عمرو بن العاصؓ اور کچھ دوسرے صحابہؓ حدیبیہ کے بعد اپنی خوشی اور رہنمائی سے ہجرت کر کے آئے۔

**مہاجرین میں کوئی بھی منافق نہیں تھا** مہاجرین میں کوئی بھی منافق نہیں تھا۔ نفاق انصار کے بعض لوگوں

میں تھا۔ اسلئے کہ حبیب ینبر کے اشراف اور جمہور نے اسلام قبول کر لیا تو باقی لوگ بھی اسلام کی عزت اور ان کی قوم میں اسلام کے اثر و رسوخ کی بنا پر ظاہر مسلمان ہو گئے۔

مکہ والے تو بالعموم کافر تھے۔ ان میں سے ایمان کا اظہار وہی کرتا تھا جو پکاسچا مسلمان ہوتا کیونکہ اسلام کے اظہار پرواں تو ایذا پہناتا پڑتی تھی اور قوم کا معاشرتی بائیکاٹ مول لینا پڑتا تھا۔

منافق تو دنیاوی مفاد کے باعث اسلام کا اظہار کیا کرتا ہے لیکن مکہ میں



اظہار اسلام کے صلہ میں دکھ اور تکالیف ملتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت فرما گئے تو اکثر ایماں دار بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہی لوگ رہ گئے جنہیں ان کی قوم نے روک لیا تھا ان کے حق میں آپ دعائیں فرماتے۔ اے اللہ! ولید بن ولیدؓ سلمہ بن ہشامؓ اور دوسرے کمزور ایماں داروں کو خلاصی عنایت فرما۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس پر تفاق کا الزام آیا ہو بلکہ سب کے سب مومن تھے اور مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کے مترادف ہے۔

**حضرت معاویہؓ اور دوسرے طلقاء کا اسلام** معاویہ بن ابی سفیانؓ، عمرو بن ابی جہل بشارت بن البرصؓ بن عبد اللہؓ

وغیرہ وغیرہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ باتفاق اہل اسلام وہ سب اور انچھے مسلمان تھے۔ کسی نے بھی ان پر تفاق کی تہمت نہیں لگائی۔ سچی کہ معاویہؓ کا تب وحی مقرر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق میں دعا فرمائی۔

اللہم علمہ الکتاب والحساب و  
عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

ان کا بھائی یزید بن ابی سفیانؓ ان سے افضل تھا۔ اسے ابو بکرؓ نے شام کی ٹرائی میں امیر مقرر فرمایا۔ اور وصیت کی جبکہ ابو بکرؓ پیدل چل رہے تھے۔ اور یزیدؓ سوار تھے۔ یزیدؓ نے کہا اے خلیفہ المسلمین! آپ سوار ہو جائیں یا میں نیچے اتر آؤں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا نہیں نہیں مجھے پیدل چلنے میں ثواب کی امید ہے۔ عمرو بن العاصؓ شرجیل بن حسنہ اور خالد بن الولیدؓ بھی ابو بکرؓ کے مقرر کردہ امیر تھے۔ حضرت عمرؓ نے خالدؓ کو معزول کیا۔ اور انکی جگہ ابو عبیدہؓ بن عامر بن الجراحؓ کو نہیں، امینؓ



هَذِهِ الْأُمَّةُ كَاخْتَابَ بِلْ چکامقا بمقوتی بنایا شام کی فتح ابو عبیدہ کے ہاتھ پر ہوئی  
اور عراق کی فتح کاہر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سر پر ہے۔

شأن عمر بن الخطابؓ آپؓ کے زیادہ فراست کے مالک تھے۔ احوال انبیاء  
کے عالم، حق و عدل کو قائم کرنا والے اور عالم باعمل

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا بیان ہے۔

كَتَانَحَلَّتْ اَنْ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ  
عَلَى لِسَانِ عُمَرَ رَضِيَ عَنْهُ وَشَكُوهُ بِالْمَعْنَى هُوَ  
ہم کہا کرتے تھے سکینہ عمر کی زبان پر بولتی  
ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ صَرَّفَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ  
وَقَلْبِهِ وَقَالَ لَوْلِيَا لَيْتَ فَبِكُمْ لَبِثَ  
فَبِكُمْ عُمَرُ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ فِي  
الشَّيْءِ اِنِّي لَا رَاةَ كَذَّاءٍ وَكَذَّاءٍ اِلَّا كَانَ  
كَمَارَاةً وَقَدْ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا رَاكَ الشَّيْطَانُ سَاكِنًا  
فَبَا اِلَّا سَلَّ فَبَا غَيْرَ فَبَا كَذَّاءٍ وَكَذَّاءٍ

قال ابن عمر رضي

اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان و قلب پر حق  
ثبت فرمایا ہے۔ نیز فرمایا۔ اگر میں مبعوث نہ  
ہوتا تو عمرؓ کو یہ اعزاز ملتا۔ ابن عمرؓ کہتے  
ہیں عمرؓ واجب ہی کسی بارہ میں فرماتے کہ  
بات اس طرح ہے وہ بات اسی طرح  
ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
عمرؓ جب شیطان تمہیں کسی راہ سے آتا

دیکھ لیتا ہے وہ یہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ بولیتا ہے۔

الوسفيان، معاوية اور عمرو بن العاصؓ کے ایمان کی ایک دلیل  
حضرت عمرؓ نے معاویہؓ کو عامل مقرر کیا اور

ابو جبرؓ و عمرؓ مسلمانوں پر کسی منافق کو عامل نہیں مقرر کرتے تھے۔ ان کے حزم و احتیاط



کا تو یہ عالم ہے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو عامل نہیں بنایا تھا۔ انہوں نے مرتدین کو اس وقت تک ہتھیار ساتھ رکھنے اور گھوڑوں کی سوار کرتے سے روک دیا تھا جتنا کہ انکی توبہ کی صحت ظاہر نہ ہو جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ ابی وقاص کو کہا کرتے تھے تم طلحہ الاسدی، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، اشعث بن قیس کنزی اور اس قماش کے لوگوں کو عامل نہ بناؤ۔ اوہ نہ ہی جنگی امور میں ان سے مشورے لو کیونکہ یہ لوگ امیر کبیر بننا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو ابو بکرؓ نے بھی مسلمانوں کے کسی امر کا متولی اور ذمہ دار نہیں مقرر کیا۔

عمرو بن العاصؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ اور اسی قسم کے دوسرے اصحابؓ نے اتفاق کا ادنیٰ سا بھی مشاہدہ ہوتا تو مسلمانوں کی تولیت کسی صورت ان کے سپرد نہ کی جاتی۔ عمرو بن العاصؓ غزوہ ذات السلاسل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منافق کو مسلمانوں پر امیر مقرر کر سکتے تھے؟

ابوسفیانؓ بن حرب والد معاویہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کا حاکم مقرر کیا آپ کی وفات کی وقت بھی وہ نجران کا والی تھا۔ بالفاق اہل اسلام معاویہؓ کا اسلام ابوسفیانؓ سے اچھا تھا۔ تو یہ لوگ منافق کیسے ہو سکتے ہیں؟ جبکہ علم و عمل میں رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسلمانوں کے امور پر امین سمجھا۔ نیز حضرت معاویہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور دوسرے صحابہؓ کے مابین تنازعات کا سبب ہی کو علم ہے کسی نے بھی ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں دیا۔ مخالفوں نے تو موافقوں نے بلکہ صحابہؓ اور



تائین کا اتفاق ہے کہ یہ لوگ روایت حدیث میں امین اور صادق تھے منافق کو کون امین سمجھتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولے گا، معلوم ہوا یہ اکابر مومن تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے محبت صادق۔

کیا کسی ہرم کی بنا پر مومن پر لعنت کرنا جائز ہے | صحیح بخاری میں ہے کہ  
 اِنَّ رَجُلًا يَلْتَبِ حِمَادًا

ایک آدمی جس کا نام حماد تھا شراب پیا کرتا تھا۔ جب بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا اس پر حد شرعی قائم کی گئی ایک بار ایک آدمی نے کہہ دیا اللہ اس پر لعنت کرے یہ اس حالت میں کہنی یا لایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کہو

وَكَاَنَّهُ يَشْرِبُ الْخَمْرَ وَكَانَ كَلِمًا  
 شَرِيبًا اَتَى بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 حِلَّةً فَأَتَى بِهِ مَرَّةً فَقَالَ  
 رَجُلٌ لَعْنَةُ اللَّهِ مَا أَكْرَمَ مَا يَأْتِي بِهِ  
 اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوهُ  
 فَانْصَرَفَ يَحْتَبِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَشْكُوكًا ۳۱۹

یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

ہرموں کی محبت اللہ اور اس کے رسول سے ہوتی ہے جو محبت نہیں وہ مومن بھی نہیں البتہ ایمان کے مراتب میں تفاضل اور کمی بیشی ہو سکتی ہے دیکھئے آپ نے اس آدمی کو شرابی مومن پر لعنت کرنے سے منع فرما دیا بحال کہ شراب اس کے بنانے والے پینے والے، پلانے والے، اٹھانے والے اور اس کے تمام متوسلین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرمائی ہے، لعنت و عید کے باب سے ہے علی العموم تو اس کا اطلاق کسی گروہ پر یا فعل پر ہو سکتا ہے متعین شخص پر نہیں ہو سکتا،



توبہ صحیحہ، بھیموں، امصاب اور کسی مقبول سفارش کی وجہ سے اس متعین فرد کا جرم معاف کر دیا گیا ہو۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تواریخ میں ملتا ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ اپنے نوکروں سے اچھا برتاؤ نہیں کرتے تھے۔ اس کے ایک نوکر نے حضرت کے پاس حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! حاطب بن ابی بلتعہ جہنم میں داخل ہو گا۔ آپ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ یہ تو بدر و حدیبیہ کی مہموں میں شریک ہو چکا ہے۔

اسی طرح صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو وضہ خارج کو بھیجا اور فرمایا وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر نہایت تیزی سے وہاں پہنچ گئے اس عورت سے خط کا مطالبہ کیا۔ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے دھکی دی۔ اس نے خط نکال کر دے دیا۔ ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اس میں حاطب نے کوئی راز کی بات مشرکین کے کو بتائی تھی آپ نے فرمایا حاطب یہ کیا ہے؟ حاطب نے بولا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں مرد نہیں ہو گیا ہوں۔ اور اسلام کی بجائے کفر کو میں نے پسند نہیں کر لیا ہے۔ میں قریش میں رہتا تھا۔ قریشی نہیں ہوں۔ دوسرے مہاجر مسلمانوں کی قریشیوں سے رشتہ دار ہیں۔ وہ قرابت کی وجہ سے ان کے بال بچوں کا خیال رکھیں گے۔ میں ان پر احسان کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اسکے بدلہ میں میرے اہل و عیال کا خیال رکھیں۔ پھر بات کوئی ایسی بھی نہیں جس سے آپ کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگے۔ تجھے اجازت دیجئے۔ اس منافق کا سرا ڈا دوں۔ آپ نے فرمایا۔



اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يَدْرِيكَ اَنْ  
 اللّٰهُ تَبَّ اَطْلَعَ عَلَى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَكُمْ  
 اَعْمَلُوا مَا سَأَلْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ ذُنُوبُكُمْ  
 دیکھئے اتنا بڑا جرم اس بنا پر معاف کر دیا گیا کہ وہ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔  
 کسی مومن فرد کیلئے جنت یا دوزخ کا حتمی فیصلہ نہیں ہو سکتا | نیکوں کی وجہ سے  
 گناہ معاف کر دیئے

جاتے ہیں مومن وعدہ و وعید دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ كَأَنَّ  
 دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَشْكُوتٌ ۱۴۱  
 جس کا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہو گا وہ جنت  
 میں داخل ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰی ظُلْمًا  
 اِنَّا يَأْكُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَيَصْلُوْنَ  
 سَعِيْرًا (النساء ۱۰)  
 جو لوگ یتیمی کا مال ناجائز طریق سے کھاتے  
 ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ داخل کر رہے  
 ہیں وہ جہنم میں جا لیں گے۔

اسی لئے کسی فرد کیلئے جنت یا جہنم کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ الا یہ کہ کوئی خاص  
 دلیل کسی کے بارے میں آجائے۔ مومن وعدہ و وعید میں اندراج کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ بعض  
 اوقات ایک ہی فرد سے دونوں کام سرزد ہو سکتے ہیں۔ وعدہ کا بھی اور وعید کا بھی تو وہ  
 ثواب و عقاب دونوں کا مستحق ہو گا۔ قرآن میں ہے۔

مَنْ نَعَلَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ  
 یعنی جو ایک ذرہ کے قدر نیکی کرتا ہے، اسے



وَمَنْ يَخْلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ دیکھ لیگا۔ اور جو ایک ذرہ کے قدر برائی کرتا ہے وہ

اسے بھی پالے گا۔

کسی شخص میں جب نیکیاں اور برائیاں دونوں موجود ہوں۔ برائیوں پر اگرچہ وہ سزا کا مستحق ہے۔ مگر نیکیوں کی جزا بھی اسے ضرور ملے گی۔ کبیرہ گناہ کا وجہ سے نیکیوں کے ضائع ہونے کے تو خوار رج اور منزلہ قائل ہیں جو کہ مرکب کبیرہ کو دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں جو کسی سفارش اور نیکی کی وجہ سے اس میں نہیں نکل سکے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ صاحب کبیرہ گناہ کے پاس ایمان کا ایک ذرہ بھی نہیں رہ جاتا۔ یہ نظریہ کتاب اللہ سنت متواترہ، اجماع صحابہؓ اور مسکب اہل سنت کے مخالف ہے۔

کیا صحابہ معصوم ہیں؟ ائمہ دین کسی صحابیؓ، قرابت دار، سابقین، اولین اور دوسرے لوگوں میں سے کسی کو بھی معصوم نہیں سمجھتے

بلکہ کہتے ہیں کہ ان سے گناہوں کا عدد و ممکن ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے سچی توبہ سے ان کے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور ان کے درجیات اونچے کئے ہیں نیکیوں اور دوسرے اسباب و عوامل سے انکی غلطیوں کو اللہ پاک معاف کر دیتا ہے۔ قرآن میں ہے۔

یعنی اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا اس کو، وہی لوگ ڈر والے ہیں۔ ان کے لئے ہے۔ جو چاہیں ان کے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا تاکہ اللہ تعالیٰ اتارے ان سے برے کام جو کئے تھے۔ اور بدلہ میں دے انکو ثواب بہتر کاموں کا جو کرتے تھے۔

وَالَّذِي يَأْتِ بِالْصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَقَدْ مَنَّ  
اللَّهُ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ  
أَخْرَجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى  
النُّورِ ۚ ذَٰلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ  
الَّذِي لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُسُوفُ  
النُّجُومِ وَلَا بُرُوقُهَا وَلَا  
أَنْزَالُ الْمَطَرِ ۚ

الَّذِي كَانُوا يُكْفَرُونَ ۝ (پہلے رکوع ۲)



نیز فرمایا۔

وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں، بہتر  
سے بہتر کام جو کئے انہوں نے۔ اور معاف  
کرتے ہیں انکی برائیاں! یہی لوگ جنت والے ہیں  
اصحاب الجنة (الایہ) پ ۲۶ رکوع ۲۔

**صحابہ کا اجتہاد** | اجتہاد میں صحابہ کرامؓ کبھی صواب کو پہنچتے ہیں کبھی خطا ہو جاتی  
ہے۔ درستگی کی صورت میں دو ثواب ملتے ہیں۔ اور خطا کی صورت

میں اجتہاد کرنے کا ایک ثواب ملتا ہے۔ اور خطا معاف کر دیا جاتا ہے۔ گمراہ فرتے خطا  
اور گناہ کو لازم و ملزوم سمجھتے ہیں۔ بعض غلو کرتے ہیں کہ صحابہؓ معصوم ہیں۔ اور  
بعض کہتے ہیں کہ اجتہاد میں خطا کی وجہ سے وہ لوگ باغی ہو گئے۔ اہل علم و ایمان  
کا طبقہ انہیں نہ معصوم سمجھتا ہے نہ سراسر خطا کار۔

اسی نظر راتی اختلاف کی وجہ سے کتنے بدی اور گمراہ فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔  
دیکھئے۔ اس نظریہ کی بنا پر کہ صحابہؓ سے غلطیاں ہوئیں۔ اور غلط کار لغت کا مستحق  
ہے۔ ایک گروہ انہیں سب اور لعنت کرتا ہے۔ بلکہ بعض انہیں قاسی اور کافر تک  
کہہ دیتے ہیں جیسا کہ خوارج نے علی بن ابی طالبؓ، عثمان بن عفانؓ اور ان کے  
ساتھیوں کو کافر کہا۔ لعنت اور سب کا اہل سمجھا۔ اور ان سے لڑنا جائز تصور کیا۔  
**خوارج** | خوارج کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔

يُخْرِأُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ  
صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ وَ  
قِرَاءَتَهُ مَعَ قِرَائَتِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ  
تَمْرًا يَسْمَانُونَ ان کی نمازوں، روزوں،  
اور قرآن قرآن کے مقابل اپنی نمازوں،  
روزوں اور قرآنوں کو حقیر جانو گے۔ یہ



لَا يَجَاوِرُنَا جَرْدُ مِرْقُونٍ مِنَ الْإِسْلَامِ  
 كَمَا يَمُرُّ الشَّهْرُ مِنَ التَّوَقُّفِ وَشَكْوَةِ ۵۳۵  
 جانیں گے جس طرح تیر شکار سے صاف پار ہو جاتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔  
 تَمُرٌّ صَادِقَةٌ عَلَى فِرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ  
 فقَاتِمَةُ أُولَى الطَّائِفَتَيْنِ (بِجِلِّ الْحَقِّ) خروج کرے گی۔ مسلمانوں کے دو گروہوں  
 میں سے حق کے قریب گروہ ان سے لڑائی کرے گا۔

اس جماعت نے امیر المومنین حضرت علیؑ کے خلاف خروج کیا اور ان کے  
 ساتھیوں کی تکفیر کی۔ ان دنوں مسلمان دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک کے  
 سربراہ حضرت علیؑ تھے اور دوسرے کے حضرت معاویہؓ۔ ان لوگوں کی حضرت علیؑ  
 کے ساتھ جنگ ہوئی اور وہ شکیونی صادق ثابت ہوئی۔

**حسرت حسن کا عظیم کارنامہ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؑ  
 کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَسَيِّدُكُمْ  
 بِهِ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ  
 الْمُسْلِمِينَ وَشَكْوَةِ ۵۳۹  
 میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ  
 مسلمانوں کی دو بہت بڑی جماعتوں میں  
 صلح کرائے گا۔

چنانچہ حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کے دو گروہوں میں ان کے ذریعہ صلح  
 ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کو پسند فرمایا اور صلح کراچی  
 وجہ سے حضرت حسنؑ کی تعریف کی اور اسی لئے انہیں "سید" کا لقب عطا  
 فرمایا۔ کیونکہ یہ کارنامہ صلح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو محبوب تھا۔ اور اس پر



ان کی رضا تھی۔ اس وقت مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی تھی۔ اللہ اور اس کے رسول کو اگر  
پسند ہوتی تو حضرت حسن رضا کی تعریف نہ کی جاتی۔ کیونکہ پھر تو حضرت حسن رضا کا یہ اقدام  
صلح ایک امر واجب یا پسندیدہ کے ترک کا ارتکاب قرار دیا جاتا۔ یہ صحیح حدیث واضح  
کرتی ہے کہ حضرت حسن رضا نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے  
پیارے رسول کو یہی پسند تھا۔

صحیح حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضا کو ایک  
ران پر بٹھالیتے اور اسامہ رضا کو دوسری  
پر اور فرماتے۔ اے اللہ! میں ان دونوں  
سے محبت کرتا ہوں اور اس سے بھی جو ان

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَضَعُهُ عَلَى فَخْدِهِ وَيَضَعُ اسَامَةَ بَيْنَ  
زَيْنٍ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا وَاحِبٌ  
مَنْ يَحِبُّهُمَا (مشکوٰۃ ص ۵۶۹)

دونوں سے محبت کرتا ہے۔ اس حدیث میں آپ کی حسن و اسامہ سے محبت کی ترغیب  
ظاہر ہو رہی ہے ان دونوں کی پوری کوشش رہی کہ وہ بات صلح ہو جائے جس کی  
بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کی مدح فرمائی اور اس کے خلاف ہر کوشش  
انہیں سخت ناگوار تھی۔

صِدِّیقِیْن کے مقتولین | اس سے معلوم ہوا کہ صفین میں قتل ہونے والے مسلمان  
خوارج کے بمنزلہ نہیں تھے جنہوں نے خروج کیا تھا۔

اور جن سے لڑنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا بلکہ ان مسلمانوں  
کے ساتھ تو صلح کر لی گئی آپ نے مدح فرمائی ہے اور ان سے لڑنے کا آپ نے حکم  
نہیں دیا اس لئے تمام صحابہ اور ائمہ دین خوارج کیساتھ لڑائی پر متفق تھے۔



حضرت علیؑ بھی ان سے لڑائی کرتے پر مسرور تھے۔ اور یہ مسرت اس روایت کی بنا پر تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج سے لڑائی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے برخلاف صحابہؓ کی آپس کی لڑائیوں کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں کہ آپ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا ہو۔ بلکہ مسلمانوں کے متوقع اختلافات پر آپ نے غم کا اظہار فرمایا تھا۔ اور ملنا کی تھی کہ کاش ایسا نہ ہو (قتال میں شریک) بعض صحابہؓ کی آپ نے تعریف کی ہے اور دونوں جماعتوں کو کفر و نفاق سے بری قرار دیا ہے۔ ان کے مقتولین پر دعا رحمت کی اجازت دی۔ ان تمام حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؑ اور دوسرے صحابہؓ کا اس پر اتفاق تھا کہ دونوں پارٹیوں کے تمام افراد مومن ہیں قرآن پاک کی شہادت ہے کہ ایمانداروں کا آپس میں لڑنا انہیں ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ فرمان ربانی یہ ہے۔

اگر ایمانداروں کے دو فریق لڑیں انکی صلح کرادو  
اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے  
والے فریق سے لڑو تاکہ وہ اللہ کے امر پر اچھے۔  
اگر وہ فریق زیادتی کرنے سے رجوع کر لے تو  
عدل کی بنیاد پر انکی صلح کرادو۔ اور انصاف  
کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو ہی پسند  
کرتا ہے مومن بھائی بھائی ہیں تو بھائیوں میں  
صلح کرو۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَأِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا  
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ نَزَتْ أَحَدُهُمَا عَلَى  
الْآخَرِ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى  
أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ نَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا  
بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ  
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات آیت)  
صلح کرو۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔



اس آیت میں دو فریقوں کو مومن کہا گیا ہے۔ لڑائی اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کے باوجود انہیں بھائی بھائی قرار دیا۔

**جواب سوال** ذکر کردہ روایت جب دو خلیفے ٹریں تو ایک ملعون ہے "جھوٹ ہے۔ اور افتراء ہے۔ قابل اعتماد کتب احادیث میں یہ روایت موجود نہیں

اور نہ ہی کسی اہل علم نے اسے روایت کیا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے کبھی بھی دعویٰ خلافت نہیں کیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ لڑائیوں میں معاویہؓ نے بحیثیت خلیفہ کسی ایسی بیعت کا مطالبہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی انہوں نے خود کو خلافت کا مستحق سمجھا۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ معاویہؓ پر ابتداء حملہ آور نہیں ہوئے تھے۔

**حضرت علیؓ کا موقف** حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ معاویہؓ پر خلیفہ کی اطاعت اور بیعت لازم ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا ایک ہی خلیفہ ہو سکتا

ہے۔ اور یہ لوگ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہیں۔ اور بیعت سے توقف کر کے ایک امر واجب گریز کر رہے ہیں۔ اور یہ اہل شوکت بھی ہیں۔ ان کے ساتھ لڑائی کرنا واجب ہے۔ جب تک کہ اطاعت قبول نہ کریں اور مسلمان ایک جماعت میں منسلک نہ ہو جائیں۔

**حضرت معاویہؓ کا موقف** حضرت معاویہؓ کے فریق کا خیال تھا کہ ہم پر یہ "اطاعت و بیعت" واجب نہیں۔ اگر اسی

بنیاد پر ہمارے ساتھ لڑائی کی گئی تو ہم مظلوم ہوں گے۔ اس لئے کہ حضرت عثمانؓ بالترافق اہل اسلام ظلماً قتل ہوئے۔ اور قاتلین عثمانؓ علیؓ کے گروہ میں موجود ہیں۔ وہ غالب ہیں۔ اور صاحب شوکت۔ اگر ہم اس خلیفہ کی اطاعت میں آجائیں تو



قاتلین عثمان ہم پر ظلم و ستم ڈھائیں گے حضرت علیؓ انہیں روک نہیں سکیں گے جس طرح کہ حضرت عثمانؓ سے ان لوگوں کو نہیں روک سکے ہم پر اس خلیفہ کی بیعت لازم ہے جو ہمارے ساتھ انصاف کر سکے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے گروہ میں بعض بغیر ذمہ  
افراد کی شمولیت!

اس گروہ بندی میں شامل ہوتیواؤں میں بعض ایسے جاہل بھی موجود تھے جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں قلابی خیالات رکھتے تھے جن سے یہ دونوں بزرگ بڑی تھے بعض لوگوں کا گمان تھا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے قتل کا حکم دیا تھا حضرت علیؓ قسم کھا کرتے تھے کہ میں نے نہ قتل کیا نہ میں قتل پر راضی تھا اور نہ ہی قاتلین کیساتھ کسی قسم کا تعاون کیا حضرت علیؓ کا یہ بیان بالکل صحیح ہے مگر حضرت علیؓ کے بعض دوست اور کچھ مخالف اس بات کو پھیلا رہے تھے دوست تو حضرت عثمانؓ پر طعن کرنے کیلئے کہ وہ واقعی قتل کا مستحق تھا اور حضرت علیؓ نے جائز طور پر ان کے قتل کا حکم دیا تھا مخالفین کا مقصد حضرت علیؓ پر کھینچا تھا کہ انہوں نے مظلوم اور شہید خلیفہ کے قتل پر تعاون کیا ہے۔ ایسے انسان کی اطاعت کیا معنی؟

اسی قسم کی باتیں ہیں جنکی وجہ سے کچھ فہم لوگ دونوں جماعتوں پر حملہ آور ہوئے۔  
دونوں میں مستحق خلافت کون تھے؟ مسلمانوں کے دونوں گروہ اس امر پر متفق تھے کہ خلافت کے استحقاق میں۔



حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کی برابری نہیں کر سکتے۔ اور حجت تک ممکن ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہوں حضرت معاویہؓ خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ حضرت علیؓ کی فضیلت، سابقیت علم و دین شجاعت اور دوسرے مناقب لوگوں میں مشہور و معروف تھے۔ اہل شوریٰ میں سے بھی حضرت سعدؓ کے دست بردار ہونیکے بعد حضرت علیؓ کے سوا کوئی نہیں رہا تھا۔ لہذا وہی خلافت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ مگر حضرت عثمانؓ کے قتل کے سبب مسلمانوں میں جھگڑا پیدا ہوا۔ اہل ظلم و عدوان کو قوت حاصل ہوئی۔ ایسا تدارک طبقہ کمزور پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے افتراق رونما ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اتفاق و

جمہوریت کا حکم دیا تھا۔

کیا عمار کو "قسۃ باغیہ" نے قتل کیا؟ حدیث میں ہے حضرت عمار کو باغیہ جماعت

قتل کر گئی۔ اہل علم میں بعض لوگوں نے اس حدیث پر تخریج کی ہے۔ مگر یہ حدیث صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں موجود ہے۔ کچھ لوگ یہ تاویل کیا کرتے ہیں کہ "باغیہ" کا معنی حضرت عثمانؓ کا بدلہ طلب کرنیوالی جماعت ہے۔ جیسا کہ ان کا لغزہ تھا۔ بنی عباس با طرف الاصل یہ تاویل غلط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ البتہ حضرت عمارؓ کو باغیہ جماعت کے قتل کرنے سے اس جماعت کا کفر یا اتفاق لازم نہیں آتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ :- اگر دو گروہ ایمانداروں کے مڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ اگر کوئی فریق یعنی کفر پر تو باغیہ سے لڑو۔ تاکہ وہ اللہ کے حکم پر متفق ہو جائیں۔ اگر رجوع کر لیں تو عدل کی بنیاد پر ان کے درمیان صلح کراؤ۔ اور انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو



پسند کرتا ہے۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں کے درمیان صلح کرو۔ الحجرات ۹۔  
 اس آیت میں اللہ نے انہیں قتال اور بغی کے باوجود مومن بھائی بھائی  
 قرار دیا ہے۔ بلکہ باغیہ کے ساتھ لڑائی کے حکم کے باوجود انہیں مومن گردانتا ہے۔  
 بغی، ظلم اور تعدی تو عوام الناس کو بھی ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ اور  
 نہ لعنت کا مستحق انہیں قرار دیتا ہے۔ خیر القرون میں سے اگر کسی سے یہ کام  
 ہو جائے تو کیوں ایمان سے خارج ہو۔

**بغاوت کی دو قسمیں** باغی، ظالم، تعدی کرنیوالا اور معصیہ کا مرتکب دو طرح  
 کا ہوتا ہے۔ متاؤل، غیر متاؤل۔

متاؤل مجتہد سے مراد وہ علم و دین کے ماہر ہیں۔ جو دین میں اجتہاد کرتے ہیں۔  
 کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک عالم ایک چیز کی حلت کا قائل ہے تو دوسرا اس  
 کی حرمت کا جیسا کہ ابشریہ سود کی بعض اقسام، عقد سلالہ، اور منعمہ وغیرہ  
 مسائل میں ایسا ہوا۔ اس قسم کے اختلافات سلف میں بھی واقع ہوئے تھے۔  
 یہ متاؤل مجتہد ہیں۔ ان میں ایک فریق غلط پر ہوتا ہے۔ اور خطا اللہ تعالیٰ  
 معاف فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ  
 نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فیصلہ کا ذکر  
 فرمایا ہے۔ قرآن دونوں کے علم و حلم کی تحریف کے ساتھ ساتھ قوت فیصلہ اور علمی  
 اوصاف میں ایک کی برتری بیان کرتا ہے۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں اگر ایک عالم کوئی مسئلہ سمجھ لے جو کسی دوسرے  
 عالم نے نہیں سمجھا۔ نہ سمجھنے والا قابل ملامت نہیں ہوتا۔ نہ ہی اسے مانع کہا جائیگا۔



اس کا علم و دیانت اسکی صفائی کے لئے کافی ہونگے۔ ہاں صحیح فیصلہ کے علم کے باوجود غلط فیصلہ کرنا ظلم ہوگا۔ اور اس پر اصرار فسق بلکہ تحریم کے علم کے بعد اسے حلال قرار دینا کفر ہوگا۔ یعنی کو بھی اسی اصل پر پرکھیے۔

**باغی متاول کا حکم** | باغی اگر مجتہد اور متاول ہے یعنی اسے یہ معلوم نہیں کہ میں باغی ہوں الٹا وہ حق پر ہو نیکیا اعتقاد رکھتا ہے۔ اس کے

حق میں "باغی" کا اطلاق اسے بغاوت کے گناہ کا مستحق نہیں بناتا جو لوگ متاول باغیوں کے قتال کے قائل ہیں۔ وہ بھی ان کے عدوان و ظلم کو دور کرنے کیلئے لڑائی کے قائل ہیں۔ انکو مرادینے کے طور پر نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ عادل ہیں۔ فاسق نہیں جس طرح بچے، مجنون ناسی، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو نقصان کرنے سے روکا جاتا ہے۔ انہیں بھی روکا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ جانوروں کو نقصان کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان متاولوں کو بھی نقصان کرنے سے باز رکھا جاتا ہے دیکھئے! جو آدمی کسی کو خطا قتل کر دے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ الیہ دتہ ادا کرنا پڑتی ہے۔ قرآن پاک نے صراحت سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ اسی طرح کوئی مجرم بھی ہو، اس پر حد قائم کر دی جائے۔ تو یہ صادقہ سے اس کا گناہ مُعاف ہو جاتا ہے۔ "باغی متاول" کو امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک گورے مارے جائیں اس کی متعدد نظائر ان کے اقوال میں ملتی ہیں۔

فرض کر لیا جائے کہ یعنی اگر بلا تاویل ہے تو بھی وہ ایک "گناہ" ہی ہے اور گناہ کی منہ تو بہ حسنات، مصائب وغیرہ اسباب سے زائل ہو سکتی ہے۔

**حدیث عمارؓ کی ایک اور تفسیر** | اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ اس



”فلسفۂ باغیہ“ سے مراد ضرور حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس سے وہی خاص گروہ مراد ہو، جنہوں نے حضرت عمارؓ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کیا۔ اور وہ حضرت معاویہؓ کے لشکر میں ایک طاائفہ تھا۔ حضرت عمارؓ کے قتل پر راضی ہو نوالے بھی اسی فہرست میں داخل ہوں گے۔ کیونکہ لشکر میں ایسے لوگ بھی موجود تھے۔ وہ افراد جو حضرت عمارؓ کے قتل پر راضی نہیں جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص اور دوسرے بہت سے لوگ حضرت عمارؓ کے قتل کو برا جانتے تھے حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عبدالمطلبؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا۔ عمارؓ کو اسی نے قتل کیا ہے جو اسے میدان جنگ میں لایا۔ حضرت علیؓ نے اس تاویل کی تردید میں فرمایا پھر تو حضرت حمزہؓ کو بھی ہم نے ہی قتل کیا ہوگا؟

بلاشبک حضرت علیؓ کا فرمان بجایا ہے۔ مگر حضرت معاویہؓ کی تاویل سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قاتل عمارؓ نہیں سمجھتے۔ معلوم ہوا وہ خود کو باغی نہیں سمجھتے جس شخص کو ظاہری ظاہری حالات کی بنا پر باغی سمجھا جاسکتا ہو۔ لیکن وہ شخص اپنے آپ کو باغی نہ سمجھے اسکو متاویل محضی کے درجہ میں سمجھنا چاہیے۔

۱۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت عمارؓ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں شہید ہوئے تھے اور ان گروہ نے انہیں شہید کیا تھا جو کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف بے چینی پھیلا رہا تھا۔ مگر یہ بات تاریخی طور پر ثابت نہیں ہو سکی اور صحیح روایات کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ اور مستند مؤرخین کی تحقیق بھی وہی ہے جو امام ابن تیمیہؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ ۲۔ ۱۲۔



اس سلسلہ میں عام صحابہ کا موقف فقہاء میں کسی کا مسلک نہیں کہ حضرت عمار کے قاتلوں کے ساتھ مل کر قتال ضروری تھا اس سلسلہ

میں فقہاء صحابہ سے دو قول منقول ہیں۔

ایضاً صحابہ حضرت عمار کے ساتھی بن کر ٹرنا ضروری سمجھتے تھے اور بعض قتال اور ٹرائی سے رکنا فرض گردانتے تھے۔ دونوں گروہوں میں سالیقین اولین صحابہ کے افراد موجود ہیں۔ پہلے گروہ میں عمارؓ، سہیل بن حنیفؓ، ابوالیوبؓ وغیرہ اور دوسرے میں سعد بن ابی وقاصؓ، محمد بن مسلمہؓ، اسامہ بن زیدؓ اور عبداللہ بن عمروؓ اکثر صحابہ کی یہی رائے تھی دونوں فریقوں میں حضرت علیؓ کے درجہ کے بعد صاحب مرتبت انسان حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور وہ خاموشی اختیار کر توالوں میں تھے۔ حدیث عمار سے وہ اکابر صحابہ استدلال کرتے ہیں جو قتال کے قائل ہیں۔

کیونکہ جب ان کے قاتل باغی ٹھہرے تو حکم قاتلو الی تیغی ان سے ٹرنا ضروری ہوا۔ ٹرائی سے توقف کر نیوالے اکثر صحابہ کرام ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں فتن میں شرکت سے توقف کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ وہ ان ٹرائیوں کو قتال فتنہ قرار دیتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پسند نہیں فرمایا۔ اللہ آپ نے صلح کا حکم دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے باغی سے اولاً ہی ٹرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ حکم ربانی تو یہ ہے ایمانداروں کے دو گروہ ٹرپڑیں تو ان کے بائیں صلح کر دو وہ اللہ کے حکم پر آجائے۔ اگر وہ اللہ کے حکم پر آجائیں تو ان کے درمیان صلح کر دو۔ اور اس کے بعد اگر کوئی فریق زیادتی کر دے تو اس سے ٹرو اس وقت تک کہ انصاف کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کر نیوالوں کو پسند فرماتا ہے۔



اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ جیب کوئی ظلم و تعدی کرے اس سے فوراً ٹرٹو۔  
بلکہ فریقین کے مابین صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ اگر اس کے بعد کوئی ایک فریق  
دوسرے پر تعدی کرنے سے باز نہیں رہتا۔ تو اس سے ٹرا جائے۔ کیونکہ وہ فریق قتال  
کو ختم نہیں کر رہا۔ اور صلح پر آمادہ نہیں۔ اس کا ثمر تو لڑائی سے دفع ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کے موقع کے لئے فرمایا۔

مَنْ قَتَلَ دُونَ مَالِهِ وَغَيْرِ مَقْصُودٍ يُوَافِقُ مَالَهُ فِي حِفَاظَتِ كَرْتِ مَوْتِ مَارَاگیا  
وہ شہید ہے، جو اپنے خون کی حفاظت میں قتل ہوا وہ بھی شہید ہے۔

جو اپنے دین اور عزت کے لئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ اگر بالفرض تمام لشکر یا غی ہو جائے  
تو بھی اولایہ حکم نہیں کہ ہم ان سے ٹریں بلکہ پہلے ہمیں صلح کی کوشش کرنی چاہیے  
۔ قصص یہ ہے کہ حدیث عمارؓ کی وجہ سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا مباح نہیں۔ نہ  
ہی اس سے کسی کا فسق لازم آتا ہے۔

وَقَدْ اَلْحَدَّثَ، هَذَا اَخْرَاصًا اَرْدَنًا مِنْ تَرْجُمَةِ فَتَاوَى اِمام  
الهام شيخ الاسلام ابن قيمية الحراني رحمه الله

محمد رفیق الانصاری

مدرس دارالحدیث جلالپور پیر والہ